ڈاکہ زنی کی وارداتیں اسلامی نقطۂ نگاہ سے

مولانا مفتی محمد وصی فصیح بٹ

متخصص فی الفقہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

چوری ڈکیتی کے جرم میں زدوکوب اور قتل سے متعلق ایک استفتاء اور اس کا جواب:

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں جو آج کل آپ حضرات کے سامنے ہے کہ چوری و ڈکیتی کی وارداتوں کے اندر کس قدر اضافہ ہو رہا ہے۔ بعض دفعہ دیکھا گیا کہ کچھ لوگوں نے چور کو خوب مارا حتیٰ کہ جان سے مار دیا۔

یا ڈاکو کو جان سے مار دیا۔ اس بارے میں کسی مولانا صاحب سے صراحتاً اس مسئلے کی وضاحت نہیں کی برائے مہربانی مندرجہ ذیل مسائل کے جوابات عنایت فرمادیں۔

۱)...... کیا کسی چور کو پکڑ کر اس کو مارنا یا زدوکوب کرنا یا جان سے ماردینا شریعت کی رُو سے جائز ہے یا نہیں اور یہ مسلمان پر ظلم شمار ہوگا یا نہیں؟

۲)...... اگر کسی کے سامنے کوئی ڈاکو پستول وغیرہ لے کر لوٹنا چاہے اور وہ اس سے الجھ پڑے اور اس دوران دونوں فریقوں میں سے ایک قتل ہوجائے تو ان کی موت کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

۳)...... اگر کوئی چور یا ڈاکو کسی اور سے کوئی رقم یا کوئی اور چیز طلب کررہا ہو تو اس میں کوئی دوسرا جس کا اس سے کوئی تعلق نہیں وہ اس سے الجھ پڑے اور اس دوران دونوں میں سے ایک قتل ہوجائے تو ان کا کیا حکم ہے نیز اپنی گاڑی سے چور یا ڈاکو کو کچلنا اور اپنے ذاتی اسلحے کا استعمال کرکے اس کو نقصان پہنچانا یا قتل کردینا تو اس میں قاتل شریعت کی رُو سے قاتل ہے یا نہیں؟ نیز ظالم ہوا یا نہیں؟ جبکہ اکثر علماء نے احتیاطاً اُلجھنے سے منع کیا ہے۔ حفظِ جان کی وجہ سے براہ کرم وضاحت کے ساتھ جواب ارسال فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

سائل کے سوالات کے جوابات سے قبل تمہیداً چند باتوں کا سمجھنا ضروری ہے۔

(۱)...... کسی شخص کا مال ناحق طریقہ سے خفیۃً لے لینا شرعی اصطلاح میں سرقہ (چوری) کہلاتا ہے۔ اگر یہی قبیح حرکت کھلم کھلا علی الاعلان اسلحہ کے زور پر کی جائے تو اسے فقہاء قطع الطریق (رہزنی و ڈاکہ زنی) سے تعبیر کرتے ہیں۔

اسلامی آئینِ حدود و تعزیرات کی رو سے پہلے جرم (چوری) کی سزا مجرم کا دایاں ہاتھ کاٹنا ہے۔ جبکہ دوسرے جرم یعنی ڈاکہ زنی کی صورت میں بحسب شرائط و تفصیل دائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں کو کاٹ دیا جاتا ہے۔ البتہ ڈاکو اگر کسی کا مال چھیننے کی کوشش میں ناکام ہوجائے اور صاحبِ مال کو قتل کردے تو اس صورت میں اس ڈاکو کی سزا قتل ہے اور اگر مال بھی چھینے اور صاحبِ مال کو قتل بھی کردے اور پھر

ایسا ڈاکو پکڑا جائے تو اس کی سزا شریعت میں سولی پر لٹکا کر نیزوں کے ذریعے مار کر قتل کردینا ہے۔ تاہم اگر صرف مال چھین کر بھاگ جائے اور پھر بعد میں پکڑا جائے تو اس کی سزا یہ ہے کہ اس ڈاکو کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹ دیا جائے۔

یہ دونوں سزائیں قرآن کریم میں صاف اور واضح طور پر مذکور ہیں۔

" السارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما " .(مائده : ۳۸).

ترجمہ: '' چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو '' ۔

" انما جزاء الذین یحاربون الله ورسوله' ویسعون فی الارض فساداً ان یقتلو ا أو یصلبوا او تقطع ایدیهم وارجلهم من خلاف أو ینفوامن الارض " . (مائدة : ۳۴).

ترجمہ: '' جو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین پر فساد کریں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کردیئے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا انہیں جلاوطن کردیا جائے '' ۔

(۲)......قانونِ اسلامی میں جس چوری پر یہ سزا عائد ہوتی ہے اس کے لئے شرعاً یہ شرائط ہیں:

(۱) مجرم مکلف ہو یعنی عاقل بالغ ہو۔

(۲) بینائی و گویائی کا مالک ہو۔

(۳) چوری شدہ مال دس دراہم یا اس سے زائد مالیت کا ہو۔

(۴) قصداً یہ حرکت کرے۔

(۵) مال محفوظ ہو یعنی چور نے اس مال کو کسی محفوظ جگہ سے چوری کیا ہو۔

(۶) مسروقہ مال جلد خراب ہونے والا نہ ہو۔

(۷) متاثر شخص اس مال پر شرعاً جائز طور پر قبضہ رکھتا ہو۔

(۸) یہ واقعہ دارالاسلام میں پیش آیا ہو۔

(۹) چور کا اس مال میں نہ ملکیت کا شبہ ہو اور نہ تاویل کی گنجائش۔

(۱۰) چور کی چوری شرعی طور پر ثابت ہو جائیں، کسی ایک شرط کی عدم موجودگی میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا البتہ مجرم گناہگار ہے اور تعزیر کا مستحق ہے۔

شامی میں ہے:

" وباعتبار القطع (هی اخذ مکلف ناطق بصیر عشرة دراهم او مقدارها مقصوداً بالا خذ ظاهرة الاخراج خفیة مِن صاحب یدٍ صحیحة مما لا یتسارع الیه الفساد فی دارالعدل من حرز لا شبهة ولا تاویل

فیہ " . (درمختار کتاب السرقة ۴/ ۸۲).

قطع الطریق (رہزنی) ثابت کرنے کے لئے بھی مندرجہ ذیل شرائط ضروری ہیں:

(۱)......سرقہ (چوری) کی تمام شرائط پائی جائیں۔

(۲)...... یہ حرکت زور، زبردستی اور قوت وطاقت کے ساتھ علی الاعلان کی جائے۔

(۳)......ڈاکو کا متاثرین سے کسی قسم کا خونی رشتہ نہ ہو۔

شامی میں ہے:

" قد علم من شروط قطع الطریق کونه ممن له قوة ومنعة ، کونه فی دارالعدل ، ولو فی المصر ولو نهاراً ان کان بسلاحٍ . وکون کل من القاطع والمقطوع علیه معصوماً ومنها کما یعلم مما یاتی کون القطاع هم اجانب لأصحاب الاموال وکونهم عقلاء بالغین ناطقین ، وان یصیب کلا منهم نصاب تام من المال الما خوذ ان یوخذوا قبل التوبة " . (شامی ، کتاب الحدود ، باب قطع الطریق ۴/ ۱۱۳).

(۳)......شریعت اجراء حدود کا اختیار صرف امام (مسلم حکمران) یا اس کے نائب (جج وغیرہ) کو دیتی ہے۔لہٰذا مندرجہ بالا جرائم پر سزا دینے کا اختیار عوام کو نہیں۔

قال الامام الکاسانی رحمه الله:

" واما شرائط جواز اقامتها فمنها ما یعم الحدود منها ما یختص البعض دون بعض اما الذی یعم الحدود کلها فهو الامامة وهو ان یکون المقیم للحد هو الامام أومن ولاه الامام " . (بدائع :۵/ ۵۸) (احسن الفتاویٰ : ۸/ ۵۵).

(۴)......تفصیلاتِ بالا سے معلوم ہوا کہ محض مال چھیننے کی سزا شریعت نے قتل مقرر نہیں کی ہے۔اور مقررہ شرعی سزا دینے کا اختیار عوام کو نہیں بلکہ مسلمان حاکمِ وقت کو ہے۔البتہ اگر عین واقعہ کے وقت کوئی عامی (آدمی یا شخص) اپنی جان و مال کے دفاع میں مجرم کو کوئی نقصان پہنچائے یا اسے غیر ارادی طور پر قتل کر دے تو شرعاً اس کی گنجائش ہے۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ اگر کوئی چور، ڈاکو کسی فردِ واحد یا جماعت سے ان کی مملوکہ مال زبردستی طلب کرے تو شریعت صاحبِ مال کو اس کی اجازت دیتی ہے کہ وہ اپنے مال کی امکانی حد تک حفاظت کرنے کی بھرپور کوشش کرے، اس ڈاکو پر دست درازی کی رخصت بھی حاصل ہے، حتیٰ کہ اگر اس سلسلے میں قتل وقتال کی نوبت آجائے اور صاحبِ مال قتل ہو جائے تو وہ شہید ہے۔اور اگر ڈاکو مارا جائے تو نہ قصاص اور نہ ہی دیت لازم ہے۔بشرط یہ کہ اس انتہائی اقدام سے چارہ نہ ہو، لہٰذا اگر ڈاکو کا شر چیخ وپکار یا معمولی مار پیٹ سے دور ہو جانے کا غالب گمان ہو تو قتل کرنے کی اجازت نہیں ہے ورنہ قصاص لازم ہے۔

وفی الدرالمختار :

" ویجوز ان یقاتل دون ماله وان لم یبلغ نصاباً ویقتل من یقاتل علیه ...... لا طلاق الحدیث ، من قتل دون ماله فهو شهید " . (شامی ، کتاب السرقة ، باب قطع الطریق : ۴/۱۷۷ ط : سعید).

وفیه ایضاً :

" ومن دخل علیه غیره لیلاً فاخرج السرقة " . من بیته (فاتبعه) رب البیت (فقتله فلا شئی علیه) لقوله علیه الاسلام:قاتل دون مالک ، وکذا لوقتله قبل اخذ ماله لم یتمکن من دفعه الا بالقتل " .

" (اذالم یعلم انه لو صاح علیه طرح ماله ، (ان علم) ذلک (فقتله مع ذلک وجب علیه القصاص) لقتله بغیر حق، (کالمغصوب منه اذا قتل الغاصب) فانه یجب القود لقدر ته علی دفعه بالا ستغا ثة بالمسلمین والقاضی " .

قال الشامی :

" انظر ما اذا لم یقدر المسلمون والقاضی کما هو مشاهد فی زماننا والظاهر انه یجوز له قتله لعموم الحدیث " . (شامی ، کتاب الجنایات : ٦/۵۴۵ ط : سعید).

وفی المبسوط:

" ولو قیل لرجلٍ دُلنا علی مالک أو لنقتلنک فلم یفعل حتیٰ قتل ، ولم یکن اثماً ، لانه قصد الدفع عن ماله وذلک عزیمة، قال علیه السلام من قتل دون ماله فهو شهید ولان فی دلا لته ایاهم علیه اعا نة لهم علیٰ معصیة الله " . (المبسوط ، کتاب الاکراه ، باب مایسع الرجل فی الاکراه : ۲۴ /۱۷۷).

وفی الفتح القدیر :

" ویجوز للرجل أن یقاتل دون ماله وان لم یبلغ نصاباً ویقتل من یقا تله علیه لا طلاق قوله علیه السلام : من قتل دون ماله فهو شهید " (فتح القدیر ، کتاب السرقة، باب قطع الطریق : ۵/۱۸۷ ط: سعید).

وفی العنایة:

" وتاویل المسائلة اذا لم یتمکن من الاستداد الا بالقتل " .(العنایة شرح الهدایة ، کتاب الجنایات : ٦/۳۲۰ ط: دارلکتب العلمیة) .

" واما انه لو صاح به یترک ما اخذه ویذهب فلم یفعل هکذا ولکن قتله کان علیه القصاص " . (هندیه، کتاب الجنایات ، باب فیمن یقتل قصاصا : ٦/٧ ط: ماجدیه).

اس تفصیل کے بعد سائل کے لئے ترتیب وار جوابات کچھ یوں ہیں:

جواب نمبر(۱)...... چور اور ڈاکو کو عین چوری، ڈاکہ زنی کے وقت پر پکڑنا اور مارنا جائز ہے۔ تاہم اس سے قتال صرف اس وقت جائز ہے جب اس کے بغیر حفاظت مشکل ہو، نیز یہ حکم بھی عین موقع کے ساتھ خاص ہے، بعد میں اگر وہی چور نظر آجائے، تو اس سے مسروقہ مال واپس لینا، اسے قانون نافذ کرنے والے اداروں کے حوالہ کرنا تو جائز ہے مگر اسے قتل کرنا ناجائز ہے، بصورت دیگر مقتول کے اولیاء کو دیت دینی لازم ہے، اسی طرح اگر عین موقع پر بھی چور، ڈاکو کسی ردِعمل کی وجہ سے فرار ہونے لگے یا ہو جائے، اس صورت میں بھی قتل کرنا ناجائز ہے۔

وفی الهندیه:

" فان فر منهم الی موضعٍ ترکوه لایقدر علی قطع الطریق علیهم فقتلوه کان علیهم الدیة ، لانهم قتلوه لا لأجل مالهم ، ولو فر رجل من القطاع فلحقوه وقد القی نفسهٖ الیٰ مکان لایقدر معه علی قطع الطریق فقتلوه . کان علیهم الدیة لان قتلهم ایاه لالاجل الخوف علی المال " . (هندیه ، کتاب السرقة، باب قطع الطریق : ۳/۱۸۸).

وفی البحر :

" لص هو معروف بالسرقة وجده رجل یذهب فی حاجته غیر مشغول باالسرقة، لیس لهٗ ان یقتله ، وله أن یاخذه وللامام أن یحبسه حتی یتوب ، لان الحبس للزجر لتوبة مشروع " . (اللبحر الرائق ، کتاب الحدود ، باب قطع الطریق : ۵/۷۰ ط: سعید).

وفی تبیین الحقائق :

" (ومن دخل علیه غیره لیلاً فاخرج السرقة فقتله فلا شئی علیه) لقولهٖ علیه السلام : (قاتل دون مالک) أی لأجل مالک . ولان له ان یمنعهٗ بالقتل ابتداءً فکذا له ان یسترده بهٖ انتهاء اذالم یقدر علی اخذه منه . ولو علم انه لو صاح علیه یطرح ماله فقتله مع ذلک یجب علیه القصاص لأن قتله له بغیر حق " . (تبیین الحقائق ، کتاب الجنایات ، باب ما یوجب القصاص ومالا : ۷/۲۳۲).

وفی الدر المختار:

" (ولا) یقتل (من شهد سلاحاً علیٰ رجل لیلاً أو نهاراً فی مصر أو غیره أو شهد علیه عصاً لیلاً فی مصرٍ او نهاراً فی غیره فقتله المشهود علیه .... (ولو ضربه الشاهد فانصرف) وکف عنه علیٰ وجهٍ لا یرید ضربه ثانیاً (فقتله الاخر) ای المشهود علیه او غیره (قتل القاتل) لانه بالانصراف عادت عصمته " .

" قلت : فتحرر انه ما دام شاهد السیف له ضربه و الا لا فلیحفظ " . (شامی ، کتاب الجنایات ، : ۵۴۵/۶ ط : سعید).

جواب نمبر (۲)......صاحبِ مال مسلح ڈاکو سے الجھ پڑے اور نوبت قتل وقتال تک جا پہنچے تو مظلوم صاحبِ مال کے قتل ہونے کی صورت میں اسے زبانِ نبوی سے جنت کی خوشخبری ہے اور ظالم ڈاکو کے قتل ہونے کی صورت میں وہ جہنم کا ایندھن ہے۔اس صورت میں دیت دینا بھی لازم نہیں ہے۔(مقتول ڈاکو کے اولیاء کو)۔

حدیث شریف میں ہے:

" جاء رجل الیٰ النبی ﷺ فقال " :

" الرجل یأ تینی فیرید مالی ، فقال فذکره باللہ قال: فان لم یذکر ، قال: فاستعن علیه من حولک من المسلمین ، قال : فان لم یکن حولی أحد من المسلمین ، قال: فاستعن علیه بالسلطان، قال: فان نأی السلطان عنی ، قال: قاتل دون مالک حتی تکون من شهداء الآ خرة أو تمنع مالک " .(نسائی ، کتاب المحاربة ، باب ما یفعل من تعرض لما له : ۱۷۲/۲).

ترجمہ: " ایک صحابی نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر کوئی شخص مجھ سے میرا مال چھیننا چاہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اُسے اللہ (کے خوف) کی نصیحت کر۔عرض کیا: اگر وہ قبول نہ کرے؟ فرمایا: اپنے اردگرد کے مسلمانوں سے مدد طلب کرو۔عرض کیا: اگر اردگرد مسلمان نہ ہوں (یا مدد سے عاجز ہوں)؟ فرمایا: بادشاہِ وقت (یا اس کے عملے سے) مدد طلب کرو۔ عرض کیا: اگر وہ دور ہوں؟ فرمایا: اپنے مال کی حفاظت کی خاطر اس سے قتال کرو تا کہ یا تو تم شہادت کا درجہ پالو یا مال بچ جائے " ۔

ایک اور حدیث میں ہے:

" عن ابی هریرة رضی الله عنه ، قال : جاء رجل الیٰ رسول الله ﷺ فقال : یارسول الله ! أرایت ان جاء رجل یرید اخذ مالی ؟ قال: فلا تعطه مالک ، قال: أرأیت ان قاتلنی ، قال: قاتله ، قال أرأیت ان قتلنی قال: فأنت شهید ، قال أرأیت ان قتلته قال فهو فی النار " (مسلم، کتاب الایمان ، باب الدلیل علی ان من قصد اخذ مال غیره : ۸۱/۱).

ترجمہ: " حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اگر ایک شخص میرے پاس آکر مجھ سے میرا مال چھیننے کی کوشش کرے تو آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

فرمایا: اس کو اپنا مال نہ دو۔عرض کیا: اگر وہ مجھ سے قتل وقتال کرنے لگے تو کیا کروں؟ فرمایا: تم بھی لڑو ،عرض کیا: اگر وہ مجھے قتل کردے؟ فرمایا؟ تم شہید کے مرتبے پر ہوگے۔عرض کیا: اگر وہ مارا جائے۔فرمایا وہ جہنم میں چلا جائے گا"۔

بخاری میں آپ کا ارشاد ہے:

" من قتل دون ماله فهو شهيد " . (بخاری ، کتاب المظالم ، باب من قتل دون ماله : ۱/ ۳۳۷).

" جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے " ۔

واضح رہے کہ یہ حکم وجوبی نہیں ہے بلکہ اباحت ہے۔ یعنی اگر صاحب واقعہ حفاظتِ جان کو حفاظتِ مال پر ترجیح دیتے ہوئے مال ڈاکو کو بلا حیل و حجت کے حوالے کردے تو یہ نہ صرف جائز ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمتِ واسعہ سے اُمید ہے وہ حضور ﷺ کی اس بشارت کا مصداق ہوگا۔ فرمایا :

" أنا زعيم ببيت في ربض الجنة لمن ترك المرأ وهو محق " . (كنز العمال ، المفصل الثالث في الاخلاق ، الرقيم : ۸۳۱۰).

ترجمہ: " جو شخص حق پر ہوتے ہوئے جھگڑے سے کنارہ کشی اختیار کرلے، میں اس کے لئے جنت کے بیچوں بیچ محل کا ضامن ہوں " ۔

علامہ عینیؒ بھی مندرجہ بالا حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

" ومن اخذ في ذلك بالرخصة وأسلم المال والاهل والنفس فامره الى الله تعالىٰ والله يعذره ويا جزه " .

(عمدة القاري ، باب المظالم : ۱۲ / ۴۹۵ ط : رشيديه).

ترجمہ: " جو شخص اس معاملہ میں رخصت پر عمل کرے اور مال کو حوالے کردے، اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اجر سے نوازیں گے۔

جواب نمبر (۳)......صورت متعلقہ میں اگر کوئی تیسرا شخص صاحب مال کی امداد کی خاطر ڈاکو سے الجھ پڑے یا ڈاکو کو کسی قسم کی تکلیف پہنچائے تو شرعاً اس میں حرج نہیں بشرطیکہ جواب نمبر (۱) میں ذکر کردہ شرائط کا خیال رکھا جائے۔

وفي البحر الرائق :

" وكذا اذا شهر على رجل سلاحاً فقتله أو قتله غيره دفعاً عنه فلا يجب بقتله شئي " . (البحر الرائق ، كتاب الجنايات، باب مايوجب القصاص : ۸/ ۳۰۲).

وفي الشامي: أخذ اللصوص متاع قوم فاستغاثوا بقوم فخرجوا في طلبهم ، فان كان أرباب المتاع معهم أو غابوا لكن يعرفون مكانهم ويقدرون علىٰ ردالمتاع عليهم حل لهم قتال اللصوص ، وان كانوا لايعرفون مكانهم ولا يقدرون علىٰ الرد لايحل " . (شامي ، كتاب السرقة ، باب قطع الطريق : ۴/ ۱۱۷).

......☆☆☆☆☆......